نیشنل یونی ورسٹی کے دفاعی اور اسٹرے ٹیجک مطالعات کے شعبے کے ڈائرکٹر ایل ڈیورٹ نے جنگ کے اس محاذ کی یوں نقشہ کشی کی ہے:

> ایک ایسی جنگ مذہبی مدارس اور ان کے ہوسٹلوں میں لڑی جانی چاہیے جو مستقبل کے انتہا پسندوں کی پرورش گاہ (incubator) ہیں۔ یہ جنگ جنوب مشرقی ایشیا کے ظہور پذیر سول سوسائٹی کے مدیران جرائد' اسکولوں کے اساتذہ' مذہبی رہنماؤں' سیاست دانوں' غیر حکومتی انجمنوں اور دیگر عناصر کو لڑنا چاہیے اور معتدل مسلمانوں کو اس کی حمایت کرنی چاہیے۔ (آئی ایچ ٹی ' ۱۷دسمبر ۲۰۰۲ء)

نقشہ جنگ آپ کے سامنے ہے۔ ''موڈریٹ اسلام'' کی تلاش بالکل اسی نوعیت کی کوشش ہے جیسی برطانوی استعمار نے اپنے عروج کے زمانے میں جہاد کے خلاف محاذ قائم کیا اور ایسی نبوتوں کی افزایش کی کوشش کی جو جہاد کو منسوخ قرار دیں تاکہ اس طرح برطانوی استعمار کے سائے میں زندگی کو عین اسلامی قرار دینے کی سعادت حاصل ہو لیکن جس طرح وہ حکمت عملی ناکام رہی اسی طرح یہ حکمت عملی بھی بارآور نہیں ہوسکتی۔

اصل نقشہ' جنگ کو سمجھنے کے بعد سب سے اہم سوال یہ ہے کہ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے ہماری جوابی حکمت عملی کیا ہونی چاہیے؟ اس پر آیندہ شمارے میں اظہار خیال کیا جائے گا۔

پرویزی جمہوریت --- جس کی بہار یہ ہو' اس کی خزاں نہ پوچھ!

خدا خدا کر کے جمہوری عمل شروع ہوا۔ ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو انتخابات ہوئے' نتائج آنا شروع ہوئے تو اس طرح کہ جو علاقہ جتنا دور تھا اس کا نتیجہ اتنا ہی جلدی آگیا اور جو جتنا قریب تھا وہاں کا نتیجہ آنے میں اتنی ہی دیر لگی اور شکوک و شبہات کا ایک دفتر کھل گیا۔ جن علاقوں میں حزب اختلاف کو کامیابی حاصل ہوئی وہاں ووٹوں کی تعداد ملکی اوسط کے قریب تھی اور جہاں سے

سرکاری لیگ کو کامیابی حاصل ہوئی وہاں ڈبوں سے نکلنے والے ووٹوں کا اوسط ایک دم زیادہ تھا اور ریفرنڈم کی یاد تازہ کر رہا تھا۔ اس بار انجینیری زیادہ سمجھ داری سے کی گئی۔

لیجیے نتائج مکمل ہو گئے مگر پارلیمنٹ کی ولادت ہے کہ مسلسل تاخیر کا شکار ہے۔ تاریخ کا اعلان ہونے کے بعد بھی التوا کا نیا دور شروع ہو گیا۔ پھر ووٹوں کی خرید و فروخت' لوٹوں کی آمد و رفت' گھوڑوں کی تلاش و تجارت' پارٹیوں کی شکست و ریخت' غرض سارے ہی جتن پورے ہوئے اور بالآخر قومی اسمبلی کا اجلاس ہو گیا اور انتخاب کے ۶ ہفتے کے بعد مرکزی حکومت قائم ہو گئی خواہ ایک ووٹ کی اکثریت سے اور وزارت میں لوٹوں کی بھرمار کے ساتھ!

صوبہ سندھ کا معاملہ سب سے اہم اور جمہوریت کے مستقبل کے لیے فیصلہ کن تھا۔ سرحد میں جیسے تیسے اکثریت حاصل کرنے والی جماعت کی حکومت بن گئی۔ پنجاب میں بھی جیسی بھی تھی اکثریت واضح تھی اور بڑی پارٹی ہی کی حکومت بنی۔ لیکن سندھ میں ساری کوشش تھی کہ سب سے بڑی پارٹی کی حکومت نہ بننے پائے اور اس کے لیے وہ وہ جتن ہوئے کہ شیطان بھی امان پائے۔ جوڑ توڑ' دھونس دھاندلی' وفاداریوں کی تبدیلی' نیب اور عدالتوں کے سزا یافتہ افراد سے معانقہ' جو لوگ وارپا تین سال سے نظر نہیں آ رہے تھے ان پر یورش' جو عدالتوں کو مطلوب تھے ان کو سیاست کا چاند تارا بنانے کی سازش' فارورڈ بلاک کی تشکیل' نامزدگیوں کے وقت میں غیر قانونی تبدیلیاں' اسمبلی پر پولیس کی یورش اور ۱۰ گھنٹے کا محاصرہ' رکن اسمبلی کی اسمبلی کے احاطے میں گرفتاری اور ارکان اسمبلی بشمول خواتین ارکان کی مار پیٹ' جعلی ڈگریوں کی بازگشت' فوج کے باوردی اعلیٰ افسروں اور سول سروس کے سیاست میں دخل اندازی نہ کرنے کا حلف لینے والے ملازمین کی کھلی یورش--- یہ سب ہوا اور بالآخر سندھ کی اسمبلی بھی وجود میں آ گئی اور وزارت اعلیٰ کا ہُما ایک اقلیتی جماعت کے فرد کے سر پر آ بیٹھا--- لیکن اس سارے معاملے میں جمہوریت کی جو تصویر اُبھر کر آئی وہ ایسی مکروہ تھی کہ اسمبلی کے در و دیوار بھی شرمندہ ہو گئے۔ چلتے پھرتے سیاست دانوں اور ان کی باگ ہلانے والے فوجی اور سول افسران کو شرم نہ آئی' ان کی غیرت کا رونا روتے ہوئے بے جان ایوان کی بجلیاں ضبط نہ کر سکیں اور شرم سے اپنی آنکھیں

بند کرلیں۔ کہا تو یہی گیا کہ شارٹ سرکٹ کی وجہ سے اسمبلی تاریکی میں ڈوب گئی--- تاریکی تو ایسی جمہوریت کا مقدر ہے لیکن اس اسمبلی کے درودیوار نے اس طرح اپنا احتجاج ریکارڈ کرا دیا جس نے ۵۵ سال پہلے اسی ہال میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کا پورا اجلاس دیکھا تھا اور پاکستان زندہ باد کی گونج سنی تھی۔

کیا یہی وہ جمہوریت کا جوہر (substance) ہے جس کی نوید جنرل پرویز مشرف نے دی تھی۔ کیا یہ اس "sham democracy" سے بدتر نہیں جس کی مذمت کرتے جنرل صاحب تھکتے نہ تھے۔ کیا جمہوریت کی بحالی کا یہی وہ وعدہ ہے جس کے ایفا کے اعلانات جنرل صاحب اوران کے نامزد وزیراعظم کررہے ہیں ؟

جس کی بہار یہ ہو اس کی خزاں نہ پوچھ!

قانون' تہذیب اور آزادی کا جنازہ

لاہور کے قریب مناواں میں ڈاکٹر احمد جاوید خواجہ اوران کے خاندان کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کا تعلق صرف ایک فرد یا خاندان سے نہیں بلکہ پوری قوم اور اس کی بنیادی اقدار کی پامالی سے ہے۔ یہ ایک آئینہ ہے جس میں آج کے پاکستان کا اصل چہرہ دیکھا جاسکتا ہے۔

واقعات کی پوری تصویر کشی اخبارات میں ہوچکی ہے۔ کس طرح نصف شب پولیس اور کسی دوسری سرکاری ایجنسی کے کارپرداز بیرونی ایجنٹوں کے ہمراہ ایک معزز گھرانے پر حملہ آور ہوتے ہیں' چوکیدار کا سر پھاڑ کر گھر میں داخل ہو جاتے ہیں' عورتوں کو ایک کمرے میں بند کرا دیتے ہیں' تمام مردوں کو ہتھکڑیاں لگا کر اپنی تحویل میں لے لیتے ہیں۔ تلاشی کے بہانے نقدی اور قیمتی اشیا پر قبضہ کر لیتے ہیں اور یہ سب اسی طرح کہ نہ وزیراعلیٰ کو خبر ہے اور نہ وزیراعظم کو اطلاع---! چار افراد کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ دو کا ریمانڈ لیا جاتا ہے' باقی سب بھی غیرقانونی تحویل میں ہیں اور پولیس مزاحمت' ناجائز اسلحہ' فساد اور نامعلوم کس کس جرم کی ایف آئی آر